

## علاج معالجہ اور دم کی شرعی حیثیت Spiritual Medication in Islam

\* ڈاکٹر زاہدہ شبنم  
\*\* عتیق امجد

### Abstract:

Islam lays much stress on the physical, spiritual and mental health of human beings. For the spiritual wellbeing of mankind Allah sent the Prophets and revealed divine books. The process of physical cure is called Tababat. Although it stands for the physical cure but is used as a spiritual cure as well. Five different methods of cure are found in the traditions of our Prophet (SAAW) and these have been discussed in this article. Whether a person should go for remedy of disease or not, both of these views are found in Ahadith, which is apparently a contradiction. In the following article an attempt has been made to reconcile these apparently different views. The views of Islamic Scholars have also been mentioned regarding this issue. Different methods of cure remained in use in different periods of time that have also been analyzed in this article. The prohibition and permission of the use of spiritual methods of cure such as Dumm, Ta'weez and magic have also been discussed and an attempt has also been made to find the reasons of two different existing extremes in Muslim nation regarding this matter.

علاج معالجہ کا عمل طبابت کہلاتا ہے۔ اسی سے طب ہے جس سے مراد روحانی کے ساتھ ساتھ جسمانی علاج بھی ہے۔

متعدد احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے بصیغہ امر بھی علاج کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

- ۱۔ ان الله لم ينزل داء الا أنزل الله له شفاء، فتداؤوا<sup>۱</sup>
- ۲۔ تداؤوا یا عباد الله! فان الله لم يضع داء الا وضع له شفاء الا داء واحدا۔۔۔ الهمم<sup>۲</sup>

\* شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

\*\* صدر شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جڑانوالہ۔

۳۔ اسی طرح جب مرض الموت میں آپ ﷺ کو دواء پلائی گئی تو آپ ﷺ مرض الموت کے الہام کی بناء پر اسے ناپسند فرمایا اور حکم دیا کہ سب کو یہ دواء پلائی جائے جنہوں نے دواء پلانے میں حصہ لیا تھا۔ آپ ﷺ کے الفاظ کو ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح روایت کرتے ہیں۔ لدوہم<sup>۲</sup>  
\*ترغیب کے لیے دوسرے اسالیب بھی اختیار فرمائے۔

۱۔ علیکم بہذہ الحبتہ السوداء فان فیہا شفاء من کل داء الا السام<sup>۳</sup> صحیح بخاری میں کلونجی کو بصیغہ امر استعمال کرنے کی ترغیب دلائی۔

۲۔ علیکم بہذہ الحبتۃ السوداء، فخذو منها خمساً أو سبعاً، فاسحقوها<sup>۴</sup>

۳۔ علیکم بہذہ العود الہندی،۔۔۔۔۔<sup>۵</sup>

ایک شخص بیمار پڑ گیا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے شہد تجویز کرتے ہوئے فرمایا:

۴۔ اسقہ عسلاً<sup>۶</sup>

۵۔ بخار کے علاج کے لیے پانی تجویز کیا، اور فرمایا: الحمی من فیج جہنم فابردوها بالماء<sup>۷</sup>

\* بعض ادویہ کو بھی اختیار کرنے کی آپ ﷺ نے ترغیب دلائی۔ اس سلسلہ میں کتب حدیث میں کتاب الطب میں بہت سی روایات صحیحہ موجود ہیں۔

۱۔ ان کان فی شئی من ادویتکم خیر ففی شربۃ عسل أو شرطۃ محجم، أو لذعة من نار، وما أحب أن اکتوی<sup>۸</sup>

۲۔ الکماء من المن، وماء ہا شفاء للعين<sup>۹</sup>

۳۔ ان اللہ لم یزل داء الا أنزل لہ شفاء علمہ من علمہ وجہلہ من جہلہ<sup>۱۰</sup>

\* رسول اللہ ﷺ نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علاج خود کروایا۔

۱۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو داغ لگوا یا۔<sup>۱۱</sup>

۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس علاج کے لیے طبیب بھیجا۔<sup>۱۲</sup>

۳۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو پیٹ کی بیماری میں شہد پلانے کا تین بار حکم دیا۔<sup>۱۳</sup>

۴۔ تمام غزویات کے زخمیوں کا علاج آپ ﷺ کے حکم سے کیا جاتا رہا۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے

مسجد میں خیمہ Clinic بھی لگوا یا۔<sup>۱۴</sup>

۵۔ ان زخمیوں کے علاج معالجہ کے لیے بہت سی صحابیات رضی اللہ عنہن خدمات سرانجام دیا کرتی تھیں۔<sup>۱۶</sup>

۶۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد میں یہ خدمت سرانجام دی۔<sup>۱۷</sup>

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی غزوہ احد میں یہ خدمت سرانجام دی۔<sup>۱۸</sup>

۸۔ حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہا نے بھی غزوہ احد میں یہ خدمت سرانجام دی۔<sup>۱۹</sup>

۹۔ اسی طرح حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا نے اس مقصد کے لیے مسجد میں باقاعدہ اپنا خیمہ Clinic لگوا لیا تھا۔<sup>۲۰</sup>

رسول اللہ ﷺ نے خود بھی اپنا علاج کروایا۔<sup>۲۱</sup>

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: احتجم، وأعطی الحجام أجره، واستعط<sup>۲۲</sup>

۲۔ آپ ﷺ اپنی صحت کی بہتری کے لیے تلبنینہ کھاتے تھے۔<sup>۲۳</sup>

تلبنینہ دودھ، کھجور اور شہد کے مرقع کا نام ہے جو ہمارے پنجاب میں حلوہ یا پنخیری کی طرح کی کوئی چیز ہے، آپ ﷺ نے اس کا فائدہ بھی بتایا۔

۳۔ ان التلبینۃ تجم فؤاد المریض وتذهب ببعض الحزن<sup>۲۴</sup> بلکہ آپ ﷺ تلبنینہ کو ”البعیض النافع“ کہتے تھے،<sup>۲۵</sup> کیونکہ مریض اسے ناپسند کرتے ہیں لیکن اس کے لیے نفع بخش ہے۔

۴۔ جب آپ ﷺ کے سامنے کے دانت شہید ہوئے اور چہرہ مبارک پر زخم آئے تو زخموں سے خون بند کرنے کے لیے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چٹائی جلا کر اس کی راہ زخم پر رکھی۔<sup>۲۶</sup> البتہ بعض روایات سے علاج نہ کروانے کا حکم بھی ملتا ہے یعنی بیماری کو صبر سے برداشت کرنا اور اللہ پر توکل کرنا، کی فضیلت بتائی گئی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ رنگ والی عورت کو مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ اس نے آپ ﷺ سے شفاء کے لیے دعا کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں تاکہ شفا مل جائے ورنہ صبر کرو اللہ جنت دے گا۔<sup>۲۷</sup>

آپ ﷺ نے اپنی امت میں ستر ہزار ۷۰۰۰۰ افراد کے بلا حساب جنت میں جانے کی خوشخبری سنائی اور اس کا سبب ان کا علاج و دم وغیرہ نہ کرنا بتایا۔<sup>۲۸</sup>

علاج کروانے اور نہ کروانے کی روایات میں بظاہر تعارض نظر آ رہا ہے لیکن ان دونوں کے تعارض کا حل یہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ بالا روایات جن میں علاج نہ کروانے کی فضیلت ہے میں علاج نہ

کروانے کا حکم فضیلت پر مبنی ہے۔ سیاہ عورت کو شفا حاصل کرنے پر ممانعت نہیں فرمائی بلکہ اسے عمل کی طرف راغب کیا ہے۔ اسی طرح ستر ہزار بغیر حساب کے جنت جانے والوں کی فضیلت کا اظہار ہے۔ دراصل توکل علی اللہ انتہائی مشکل ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

رسول اللہ ﷺ اگرچہ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے تھے لیکن: الف آپ ﷺ چونکہ تمام امت کے نمونہ عمل ہیں لہذا بہت سے کام آپ ﷺ نے پسند ہونے کے باوجود چھوڑ دیے۔ مثلاً: نماز تراویح باجماعت<sup>۲۹</sup> اور نماز اشراق وغیرہ۔<sup>۳۰</sup>

اسی منصب کی وجہ سے بہت سے کام ناپسند ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے نہ چھوڑے۔ آپ ﷺ دو کاموں میں سے آسان تر اختیار فرماتے اگر وہ جائز ہوتا۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا أنها قالت: ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين الا أخذ أيسرهما ما لم يكن اثماً، فان كان اثماً كان أبعد الناس منه<sup>۳۱</sup>

ان دونوں توجیہات سے آپ ﷺ کا علاج کروانا، علاج کروانے کو پسند کرنا۔ اور علاج کا حکم دینا قطعاً اس بات سے معارض نہیں کہ آپ ﷺ نے جس کام کو فضیلت والا جانا وہ خود نہ کیوں نہ کیا؟ پھر یہ بھی اہم ہے کہ آپ ﷺ امت کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گئے۔<sup>۳۲</sup> اور آپ ﷺ کی شریعت کی بے شمار حکمتوں میں سے دفنی حرج اور قلت تکلیف بھی ہے،<sup>۳۳</sup> جبکہ علاج نہ کروا کر مریض اپنے آپ کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے جو کہ حکم شرع کے خلاف ہے لہذا آپ ﷺ نے عامۃ الناس کو کسی تکلیف سے بچانے اور کسی کراہت کے بغیر علاج کروانے میں سہولت پیدا کرنے کے لیے خود علاج کروایا، اسے پسند فرمایا اور علاج کروانے کا حکم بھی دیا حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گلے کی بیماری میں تالو کو انگلی سے اٹھانے سے منع کرنے کا سبب ایک تکلیف دہ عمل بتایا گیا ہے۔ داغ لگوانے کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور اس میں بھی قلت تکلیف ہی کا مقصد مد نظر تھا۔

**علاج کروانا واجب ہے یا مستحب؟:**

اس میں فقہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ حنابلہ کے ہاں علاج کروانا واجب ہے بعض شوافع بھی علاج کے وجوب کے قائل ہیں،<sup>۳۴</sup> کیونکہ ”مند اواد“ بصیغہ امر ہے جو وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک علاج کروانا مستحب ہے۔<sup>۳۵</sup> اور یہی جمہور کا موقف ہے۔<sup>۳۶</sup>

علاج دراصل اسباب فوائد ظاہر یہ میں سے ہے اور فائدہ ظاہر ہونے کے اعتبار سے اسباب کے تین

درجے ہیں:

### \*سبب یقینی      \*سبب ظنی      \*سبب وہمی

\*سبب یقینی، یہ کہ لازمی طور پر فائدہ ہی ہوگا جیسے پیاس کا علاج پانی ہے اور پانی لازمی فائدہ دیتا ہے کہ پیاس بجھ جاتی ہے یا جیسے کھانا بھوک کو ختم کرتا اور جسم کو قوت مہیا کرتا ہے۔

\*سبب ظنی، کہ جن غالب گمان تو فائدہ ہی کا ہوتا ہے بلکہ پہلے سبب کی طرح یہ سبب اختیار بھی فائدہ ہی کے لیے کیا جاتا ہے لیکن کبھی کبھار اس سے فائدہ نہیں بھی ہوتا، جیسے بیماری میں دوا کا استعمال، لیکن چونکہ شفاء خالصہ اللہ کے ہاتھ میں ہے، لہذا اگر اللہ چاہے تو دوا کا اثر نہ ہو یا رد عمل پیدا ہو جائے اور ایسا کبھی کبھار ہو جاتا ہے کہ بعض ادویہ بعض طبائع کے موافق نہیں ہوتیں تو ان سے بعض اوقات نقصان بھی ہو جاتا ہے۔

سبب وہمی، یعنی سبب کے اختیار کرنے پر کسی علم، تجربے یا مشاہدے کے بغیر محض وہم کا دخل ہو مثلاً: کسی شخص کا یہ خیال کہ اگر اُون کھالوں تو کینسر ختم ہو جائے گا، محض اس کا وہم ہوگا، کبھی اس کا فائدہ بھی ہو سکتا ہے ورنہ عام طور پر نہیں۔

سبب یقینی اختیار کرنا واجب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص عداً بھوکا رہ سکتا ہے اور کھانا میسر ہونے کے باوجود نہ کھانے کی بناء پر ہلاک ہو جاتا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا۔ سبب ظنی اختیار کرنا پسندیدہ اور مستحب ہے کیونکہ اگر کوئی دوائی نہیں کھاتا تو وہ گناہ گار نہ ہوگا۔<sup>۳۷</sup>

اور سبب وہمی کبھی تو مباح ہوگا اور کبھی مکروہ یعنی ایسے اسباب جن کی واضح طور پر مذمت ہے وہ اختیار کرنا مکروہ اور مباح اشیاء کو بطور سبب اختیار کرنا مباح ہوگا۔ پھر بیماریاں بھی مختلف قسم کی ہوتی ہیں: ۱۔ وہ بیماریاں جو خطرناک ہوتی ہیں اور علاج نہ کروانے سے وہ انسانی جسم پر خطرناک اثرات مرتب کرتی ہیں جیسے بہرہ پن، فالج اور لقوہ وغیرہ۔

۲۔ وہ بیماریاں جو معمولی ہوتی ہیں اور ان کے اثرات جسم پر مرتب نہیں ہوتے جیسے: عام سر درد، نزلہ اور زکام وغیرہ۔

۳۔ وہ بیماریاں جو تکلیف دہ ہوتی ہیں اگرچہ ان کے اثرات جسم پر نہیں پڑتے لیکن وہ انسانی کارکردگی میں رکاوٹ بنتے ہیں مثلاً: دردِ شقیقہ، جوڑوں کا درد اور اعصابی کمزوری وغیرہ۔ تقریباً ہر بیماری جب شدت اختیار کر لے تو وقتی یا کل وقتی طور پر کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ان کا حکم ہوگا۔ قسم اول کی بیماریوں میں علاج کروانا وجوب کے درجہ میں داخل ہوگا کیونکہ ہلاکت سے بچنے کا اہتمام لازم ہے۔

قسم دوم کی بیماریاں لا علاج بھی چھوڑ دی جائیں تو کوئی حرج نہیں اور اسی میں توکل کا عمل زیادہ پسندیدہ ہوگا۔

قسم سوم کی بیماریوں کا علاج کروانا مستحب ہوگا کیونکہ اسلام کسی شخص کو فرائض میں دیکھنا پسند نہیں کرتا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو فارغ اور غیر مصروف نوجوانوں کو مارا کرتے تھے۔<sup>۳۸</sup> علاج کے کچھ طریقے مستحب ہیں، کچھ مباح، کچھ مکروہ اور کچھ حرام ہیں۔

مستحب یعنی مسنون علاج تین قسموں پر مشتمل ہے: ۱۔ ادویہ کے ذریعے، ۲۔ آیات وغیرہ کے دم کے ذریعے۔ ۳۔ دونوں کے مرکب کے ذریعے۔<sup>۳۹</sup>

کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد اول تو روحانی امراض سے پاک کرنا تھا، دوسرے انسان سے تکلیف کم کرنا تھا اور اس تکلیف کو کم کرنے میں جسمانی امراض بھی شامل ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے بوقت ضرورت اس کی طرف بھی توجہ فرمائی، اگرچہ بعض علماء کرام نے جسمانی امراض میں آپ ﷺ کے ارشادات کو تکلیفی شریعت میں شامل نہیں فرمایا۔<sup>۴۰</sup>

در اصل صحت جسمانی کا مدار تین چیزوں پر ہے: ۱۔ حفظان صحت کے اصولوں پر عمل۔ ۲۔ مضر اشیاء و اسباب سے پرہیز۔ ۳۔ فاسد مادوں کا اخراج اور مفید مادوں نمکیات، روغنیات، لحمیات وغیرہ کا ادخال۔

ان تینوں کا اشارہ قرآن مجید میں موجود ہے:

۱۔ سورۃ البقرہ میں دوران سفر روزہ ترک کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور روزہ مفید صحت نہیں ہے۔ یہاں صرف حفظان صحت کے لیے روزہ ترک کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔<sup>۴۱</sup>

۲۔ سورۃ النساء کی آیت ولا تقتلوا أنفسکم<sup>۴۲</sup> سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر ٹھنڈے پانی سے وضوء یا مطلق پانی سے وضوء کرنے میں ہلاکت جان کا خدشہ ہو تو ایسی صورت میں تیمم کی اجازت ہے اور یہ مضر اشیاء سے پرہیز کی صورت بنتی ہے۔

آیت اوبہ اذی من راسہ فہدیۃ<sup>۴۳</sup> میں ارشاد ہے کہ محرم کو اگر جوؤئیں وغیرہ تنگ کرتی ہوں اور تکلیف دیتی ہوں تو وہ اس اذیت کو دور کر سکتا ہے جو کہ فاسد مادوں کے اخراج کی صورت بنتی ہے۔<sup>۴۴</sup> حافظ ابن حجر نے ان تینوں مدارات میں سے آخری میں صرف فاسد مادوں کا لکھا ہے جبکہ یہ بات مشاہدہ سے سامنے آئی ہے بہت مرتبہ مفید مادوں کا ادخال بھی دفع مادوں کے لیے لازم ہوتا ہے جیسے کسی کو اعصابی و جسمانی کمزوری ہو تو ڈاکٹر حضرات اسے کھانے کے لیے فولاد یا وٹامن وغیرہ کی گولیاں دیتے ہیں جو محض

ادخال ہے نہ کہ اخراج، اس لیے تیسرے مدار میں مفید مادوں کا ادخال بھی شامل کیا گیا۔ اور یہ بھی آپ ﷺ کی سنت سے ثابت ہے۔ دراصل ہمارے اطباء کو صرف اخراج کا وہم اس لیے ہوا کہ انہوں نے شہد، کہ جس کو شفاء قرآن مجید میں بھی کہا گیا ہے<sup>۴۵</sup> اور حدیث میں بھی اس کے شفا ہونے کی تاکید موجود ہے، کو مسہل مانا ہے اور مسہل دواء اخراج کا باعث بنتی ہے نہ کہ ادخال کا اور انہی دواسالیب علاج سے انہیں صرف اخراج کا وہم ہوا۔ ورنہ ”الحبۃ السوداء“ کے نام سے کلونجی، عودھندی، کھمبی، تیل زیتون اور دیگر اشیاء کا بھی بطور دوا تندرہ موجود ہے بلکہ کلونجی جو کہ کھانے یا اس کا تیل بطور کرود یا بطور سعوٹ استعمال کرنا خالص ادخال ہے، نہ کہ اخراج لہذا مفید مادوں کا ادخال بھی تیسرے طریقے میں شامل ہے۔ اب یہ ادخال منہ کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے، ناک کے ذریعے بھی اور انجکشن کے ذریعے بھی صحت جسمانی کا تیسرا طریقہ فاسد مادوں کا اخراج یا مفید مادوں کا ادخال خالصہ ادویہ کے استعمال کا طبی طریقہ کار ہے جس میں بسا اوقات ادویہ کی بجائے محض طبی آلات کا استعمال ہی کافی ہوتا ہے، جیسے احتجام کے عمل میں محض سینگی لگوانا۔ رگ کاٹ کر خون لگانا یا دیگر قسم کی سرجری Surgery وغیرہ۔ اس کے علاوہ علاج کا ایک طریقہ خارجی بھی ہے، جس میں نہ ادخال ہوتا ہے نہ اخراج۔۔۔ اور وہ ہے، فزیو تھراپی Physiotherapy۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں مختلف بیماریوں میں فزیو تھراپی اور سرجری کی جو اقسام مروج تھیں، وہ یہ ہیں:

- ۱۔ حلق کی بیماری میں گلے میں انگلی سے تالو کا اٹھانا۔<sup>۴۶</sup>
- ۲۔ احتجام، امراض جنون اور سردرد وغیرہ ہیں۔<sup>۴۷</sup>
- ۳۔ اکتوی یا کی داغ لگوانا یعنی آگ پر لوہے کو گرم کر کے جسم کے تکلیف دہ حصہ پر سوزش پہنچانا۔<sup>۴۸</sup>

ان طریقوں میں سے جو تکلیف دہی میں شدید تھے انہیں آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور ان سے احتراز کا حکم دیا اور جو آسان تھے انہیں پسند فرمایا۔ ان تینوں طریقوں میں سے صرف احتجام کو پسند فرمایا۔<sup>۴۹</sup> انگلی سے حلق کے علاج کو بچوں کے لیے تکلیف دہ کہ کر اس کا متبادل بتایا<sup>۵۰</sup> اور اکتوی یا کی سے شدید ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا،<sup>۵۱</sup> لیکن یہ شدید ناپسندیدگی بھی بسا اوقات علاج میں کراہت کے ساتھ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے لیے اختیار فرمائی۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے آخر کار اس علاج کی اجازت دے دی۔<sup>۵۲</sup> حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے سامنے داغ لگوا دیا اور آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔<sup>۵۳</sup>

علماء نے آپ ﷺ سے وارد، نہی عن الکی کو تین صورتوں پر محمول کیا ہے:

\* جاہل اور نا تجربہ کار شخص سے داغ لگوانے کا علاج ممنوع ہے۔

\* خطرہ اور تردد میں اگر داغ لگوانے سے صریح فائدہ نظر نہ آئے اور معاملہ مشکوک ہو تو بھی یہ ممنوع ہے۔

\* طبیبِ حاذق کے مشورے پر ہو اور اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس کا جواز بالکراہت موجود ہے۔<sup>۵۴</sup>

جدید طریقہ ہائے علاج میں بجلی کے جھٹکے یا شعائیں اور Sun Rays کا طریقہ بھی اس سے ملتا جلتا ہے اس میں بجلی کے ساتھ آلات کے ذریعے جسم میں حرارت کا خدو خال کیا جاتا ہے لیکن اس میں خاص تکلیف نہیں ہے اگر ”نہی عن المنکر“ کا سبب محض مریض کو انتہائی تکلیف سے بچانا ہو تو اس طریقہ علاج میں کوئی حرج نہیں، لیکن کرنٹ لگا کر علاج کرنا تقریباً داغ لگانے کے مشابہ ہی ہے کیونکہ اس میں جھٹکا لگتا ہے اور مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح مختلف قسم کے امراض جن میں آپریشن Operation تجویز کیے جاتے ہیں، جو ان میں نہایت احتیاط کی ضرورت ہے، لہذا حتی المقدور آپریشن سے بچنا چاہیے لیکن جب اس کی حقیقی ضرورت ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

علاج کے روحانی طریقے جو عوام میں ہر دور میں مقبول رہے ہیں۔ اور رسول اکرم ﷺ کے دور میں بھی عروج پر تھے تین ہیں؛

اول: الرقیۃ دم<sup>۵۵</sup>

دوم: تعویذ<sup>۵۶</sup>

سوم: سحر جادو<sup>۵۷</sup>

ان طریقوں میں سے جادو تو مطلقاً حرام ہے۔ اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے۔<sup>۵۸</sup> تعویذ کے بارے میں علمائے امت اس بات پر اتفاق ہے کہ شرکیہ کلمات غیر سے استعداد اور تعویذات پر غیر معمولی یقین کی بنیاد پر تعویذ کرنا یا پہننا یا لٹکانا جائز نہیں۔

لیکن بعض علماء قرآنی آیات پر مشتمل تعویذات کے مباح ہونے کے قائل ہیں لیکن اس کے استحباب کے قائل نہیں۔

دم کے بارے میں بھی بعض افراد توحید پرستی کے نام پر تشدد آمیز موقف رکھتے ہیں اور دم کے استحباب کے قائل نہیں۔ لیکن امام بخاریؒ نے کتاب الطب میں رقیۃ دم کو بیان کر کے اور اس پر احادیث



لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ دم بھی علاج کے طریقوں میں سے ایک ہے۔ صحیح بخاری میں کتاب الطب کے ۵۸ ابواب میں سے ۱۱ ابواب رقیۃ دم پر ہیں اور سب میں ”رقیۃ“ کی رخصت بیان ہوئی ہے سوائے شریکہ کلمات والے دم کے اور صرف ایک باب ’من لم یرق‘ ۴۲ میں توکل علی اللہ کی بناء پر دواء نہ لینے اور دم نہ کروانے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ لیکن اس طریقہ علاج کو اختصار کرنے کا استحباب باقی رہے گا۔<sup>۵۹</sup>

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو کتاب سکھانے کیلئے حضرت شفا بنت عبد اللہ کو مقرر فرمایا اور انہیں یہ بھی نصیحت فرمائی کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو دم سکھائیں۔<sup>۶۰</sup>

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک بچی تھی جس کے چہرے پر داغ دھبے پڑ چکے تھے، آپ علیہ السلام نے دیکھا تو نظر بد کا دم کروانے کا حکم دیا<sup>۶۱</sup> اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مختلف کلمات الہیہ کو مختلف بیماریوں کے لئے معنوی تاثیرات کی بنیاد پر مختص کرنا بھی جائز ہے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام نے زہریلے جانور مثلاً سانپ وغیرہ کے کاٹے کا دم، نظر بد کا دم اور بچھو کے کاٹے کا دام وغیرہ مروی ہیں۔ نظر بد کے سلسلہ تو مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا۔ بسم اللہ ارقیک من کل شیء یؤذیک من شر کل نفس أو عین حاسد اللہ یتستفیک<sup>۶۲</sup>

رسول اللہ ﷺ تکلیف کے وقت یہ دعا پڑھ کر دم فرماتے تھے۔

اللهم رب الناس اذهب البأس اشفه وأنت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا

یغادر سقما<sup>۶۳</sup>

دم کا جواز تین باتوں سے مشروط ہے۔

۱۔ دعائیہ کلمات پر مشتمل ہو خواہ وہ کلمات قرآن و سنہ سے ماخوذ نہ ہوں۔

اس میں ہماری دلیل یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے حضرت شفا رضی اللہ عنہا کو جو دم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سکھانے کی ہدایت کی تھی وہ قبل اسلام سے وہ کر رہی تھیں۔ ورنہ قرآن کی آیات کی عالمہ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت شفاء سے بڑھ کر تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اگر سکھانے مقصود ہوتے تو وہ آپ ﷺ خود سکھاتے کیونکہ آپ ﷺ اپنے اہل و ازواج کو تعلیم دیا کرتے تھے اور دم بھی سکھاتے تھے۔<sup>۶۴</sup> ایک روایت میں معوذات کی تخصیص کے ساتھ دم کے حکم کا تذکرہ ہے۔<sup>۶۵</sup>

عوف بن مالک کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں زمانہ جاہلیت کے دم والے کلمات کے ساتھ ہی دم کی اجازت دی۔<sup>۶۶</sup> حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ایک روایت مذکور ہے کہ آپ ﷺ

نے دم سے منع فرمادیا، لیکن آل عمرو بن حزم نے آپ ﷺ کو اپنے دم کے کلمات سنائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

ما أرى با ساء فمن استطاع منكم ان ينفع أخاه فليفعل<sup>۶۷</sup>  
لہذا جاہلیت کا یا غیر مسلموں سے سیکھا وہ دم جس کے معنی معلوم نہ ہوں وہ بھی جائز نہیں۔  
ii. آیت قرآنیہ پر مشتمل ہوا گرچہ وہ دعائیہ کلمات نہ بھی ہوں۔

اس میں ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ البقرۃ کی فضیلتوں میں ایک یہ بھی بتائی کہ جہاں وہ پڑھی جائے شیطان بھاگ جاتا ہے۔<sup>۶۸</sup> سورۃ بقرہ بھی بعض بیماریوں میں مجرب ہے اور پڑھی جاتی ہے۔ جب کہ سورۃ کی تمام آیات دعائیہ نہیں ہیں۔ اس طرح بعض دیگر آیات بھی جن کا مفہوم ہمارے علاج سے ملتا جلتا ہو اس باب میں مجرب ہیں۔ دراصل قرآن مجید کے معنوی اور عملی اثرات کے ساتھ ساتھ صوتی اثرات بھی ثابت شدہ ہیں۔ ایک جاپانی محقق ڈاکٹر نے اس سلسلہ میں اپنی تحقیقات پیش کی ہیں جس میں اس کا کہنا ہے کہ انھوں نے پانی کا ایک نمونہ Sample تجزیاتی مراحل سے گزرا اور اس کے خواص معلوم کئے پھر اسی پانی کا ایک اور نمونہ لیا اور اس کے پاس ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ بلند آواز سے پڑھوائی۔ اور اسے تجزیاتی مراحل سے گزارا تو اس پانی میں ایک چمکدار بلور بن چکا تھا۔ پھر ایک اور نمونہ لیا اور اس کے پاس قرآن کی آیات پڑھوائیں گئیں اور اس پانی کا تجزیہ لیبارٹری میں کیا تو وہ بھی ایسے خواص اپنے اندر پیدا کر چکا تھا کہ جو انسانی صحت کے لئے بہت ضروری ہوتے ہیں۔

iii. اللہ کے ناموں کے ذریعے بھی دم کرنا جائز ہے اگرچہ وہ سنت سے ثابت نہ بھی ہوں،  
کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

قل ادعوا اللہ اودعوا الرحمن ایما تدعوا فله الأسماء الحسنیٰ<sup>۶۹</sup> لہذا اللہ کے کسی وصف کے

ساتھ بھی اللہ کو پکارنا جائز ہے۔

وہ دم جو غیر اللہ کے ناموں کے ساتھ کیا جائے ان میں عرش، فرشتے، صالحین وغیرہ شامل ہیں لیکن یہ دم نہ واجب ہے، نہ مستحب ہے بلکہ مشروع ہی نہیں لیکن امام نوویؒ نے اس کی اباحت کا تذکرہ کیا ہے۔<sup>۷۰</sup>

## حوالہ جات:

- ۱ ابن ماجہ قزوینی: ابو عبد اللہ محمد بن یزید: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۳ء]، کتاب الطب، باب ما نزل اللہ، ج: ۳۴۳۸، ص: ۴۹۶
- ۲ ابو داؤد السجستانی: سلیمان بن اشعث: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۳ء]، کتاب الطب، باب الرجل يتداوى، ج: ۳۸۵۵، ص: ۵۴۹؛
- ترمذی: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۳ء]، البواب الطب، باب الدواء والحث عليه، ج: ۲۰۳۸، ص: ۴۶۹؛
- ابن ماجہ، کتاب الطب، باب ما نزل اللہ، ج: ۳۴۳۶، ص: ۴۹۵
- ۳ ترمذی، کتاب الطب، باب ما جاء في السعوط، ج: ۲۰۴۷، ص: ۱۸۵۶
- ۴ ابن ماجہ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: الامام، الجامع الصحيح، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء]، کتاب الطب، باب الحبة السوداء، ج: ۳۴۴۷، ص: ۴۹۷
- ۵ بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: الامام، الجامع الصحيح، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء]، کتاب الطب، باب الحبة السوداء، (۷) ج: ۵۶۸۷، ص: ۴۸۷
- ۶ ایضاً، باب السعوط من قسط الهندی والبحری (۱۰)، ج: ۵۶۹۲، ص: ۴۸۷
- ۷ ایضاً، باب دواء المبטون (۲۴)، ج: ۵۷۱۶، ص: ۴۸۹
- ۸ ایضاً، باب الحمی من ضیق جہنم (۲۸)، ج: ۵۷۲۵، ص: ۴۸۹
- ۹ بخاری، باب اللحم من الشقیقة والسوداء (۱۵)، ج: ۵۷۰۲، ص: ۴۸۸،
- ۱۰ ایضاً، باب لمن شفاء العين، ج: ۵۷۰۸، ص: ۱۰۰۹
- ۱۱ حاکم: ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ، الامام، الحافظ، المستدرک علی الصحیحین، [میرت، دار المعرفة]، ج: ۴
- ۱۲ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب من اکتوی، ج: ۳۴۹۴، ص: ۵۰۴
- ۱۳ مسلم الحجج القشیری: الامام، الصحيح، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء]، کتاب السلام، باب لكل داء دواء.....، ج: ۵۷۴۵، ص: ۹۷۸
- ۱۴ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب دواء المبטون، ج: ۵۷۱۶، ص: ۴۸۹
- ۱۵ ایضاً، کتاب الصلوة، باب الخیمة فی المسجد، (۷۷) ج: ۴۶۳، ص: ۸۰
- ۱۶ ایضاً، کتاب الجہاد، باب مداوة النساء..... (۶۷) ج: ۲۸۸۲، ص: ۲۳۲

- ۱۷ ایضاً
- ۱۸ ایضاً، باب غزو النساء..... (۶۵) ج: ۲۸۸۰، ص ۲۳۱
- ۱۹ ایضاً، باب حمل النساء القرب الی الناس. (۶۶) ج: ۲۸۸۱، ص ۲۳۱
- ۲۰ ابن حجر عسقلانی: احمد بن علی، تہذیب التہذیب، [لاہور: دار نشر الکتب الاسلامیہ، طبع ثالث ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۵ء]، ج: ۶، ص: ۵۴۱
- ۲۱ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب اللحم فی السفر والاحرام، ج: ۵۶۹۵، ص ۱۰۰۸
- ۲۲ ایضاً، کتاب الطب، باب السعوط، (۹) ج: ۵۶۹۱، ص ۴۸۷
- ۲۳ ایضاً، باب التلبینہ للمریض، (۸) ج: ۵۶۸۹، ص ۱۰۰۷
- ۲۴ ایضاً، کتاب الطب، باب التلبینہ للمریض، (۸) ج: ۵۶۸۹، ص ۱۰۰۷
- ۲۵ ایضاً، ج: ۵۶۹۰
- ۲۶ ایضاً، باب حرف الحصر، (۲۷) ج: ۵۷۲۲، ص ۴۸۹؛ ترمذی، کتاب الطب، باب التداوی بالرماد، ج: ۲۰۸۵، ص ۴۷۹
- ۲۷ ایضاً، کتاب المرضی، بابا فضل من یصرع من الریح، ج: ۲۶۵۲، ص: ۱۰۰۰
- ۲۸ ایضاً، باب من اکوی او کوی..... (۱۷) ج: ۵۷۰۴، ص ۴۸۸
- ۲۹ ایضاً، کتاب صلاة التراويح، باب فضل من نام-- (۱) ج: ۲۱۰۲، ص ۳۲۲
- ۳۰ ایضاً، کتاب التہجد (ابواب التطوع)، باب صلوة الضحیٰ فی السفر (۳۱) ج: ۱۱۷۶، ص ۱۸۸
- ۳۱ نسائی ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب: الامام، السنن، [ریاض: دار السلام، الطبعة الاولى ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء]، کتاب الصیام، باب الرخصة فی الافکار..... ج: ۲۳۱۶، ص ۳۲۰
- ۳۲ القرآن الانبیاء، (۲۱): ۱۰۷
- ۳۳ القرآن الاعراف، (۷): ۱۵۷
- ۳۴ ابن حجر عسقلانی: احمد بن علی، فتح الباری، [ریاض: دار السلام، طبع اول، ۱۹۹۷ء، ۱۴۱۸ھ]، ج: ۱۰، ص: ۱۶۷
- ۳۵ عینی: بدر الدین حمود بن احمد: ملا علی القاری، عمدة القاری، [بیروت: دار احیاء التراث العربی، طبع اول، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۳ء] ج: ۲۱، ص: ۲۳۰
- ۳۶ فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۱۶۷؛ القسطلانی: شہاب الدین احمد بن محمد المصری، ارشاد الساری، [بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۰ء]، ج: ۱۲، ص: ۴۱۰

- عمدہ القاری، ج: ۲۱، ص: ۲۳۰
- ۳۷ صحیح بخاری، باب من اکتوی او کوی..... (۱۷)، ج: ۲، ص: ۴۸۸،  
رواس قلعه جی، فقہ عمر رضی اللہ عنہ، [ادارہ معارف اسلامی، لاہور] ص:
- ۳۹ ابن القیم الجوزیہ، زاد المعاد، [الطبعة المصرية، طبع اول، ۱۹۸۰]، ج: ۴، ص: ۲۴
- ۴۰ شاہ ولی اللہ، حجتہ اللہ البالغہ، [لاہور: مکتبۃ السلفیہ، سن]، ج: ۱، ص: ۱۲۸
- ۴۱ القرآن، البقرة، (۲): ۱۸۴
- ۴۲ القرآن، النساء، (۴): ۲۹
- ۴۳ القرآن، البقرة، (۲): ۱۸۴
- ۴۴ دیکھئے، فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۱۶۵
- ۴۵ القرآن، النحل، (۱۶): ۶۹
- ۴۶ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب اللدود، ج: ۵، ص: ۵۱۳، ص: ۴۸۸،
- ۴۷ ایضاً، کتاب الطب، باب الحکم....، ج: ۵، ص: ۵۰۰، ص: ۴۸۸،
- ۴۸ ایضاً، ج: ۵، ص: ۵۰۲،
- ۴۹ ایضاً
- ۵۰ ایضاً، باب اللدود، ج: ۵، ص: ۵۱۳، ص: ۴۸۸،
- ۵۱ ایضاً، باب شفاء فی ثلاث، (۳)، ج: ۵۶۸۱-۵۶۸۰، ص: ۴۸۵،
- ۵۲ ابن ماجہ، کتاب الطب، باب من اکتوی، ج: ۳، ص: ۳۹۴، ص: ۵۰۴
- ۵۳ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب ذات الجنب (۲۶)، ج: ۵، ص: ۵۱۹-۵۲۱، ص: ۹۸۴،
- ۵۴ فتح الباری، ج: ۱۰، ص: ۱۷۳؛ عمدۃ القاری، ج: ۲، ص: ۲۳۳؛ ارشاد الباری شرح صحیح بخاری، ج: ۱۲، ص: ۴۱۲
- ۵۵ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب النفث فی الرقی (۳۹)، ج: ۵، ص: ۵۴۹، ص: ۴۹۱
- ۵۶ ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی کراہیۃ التعلیق، ج: ۲، ص: ۲۷۶، ص: ۴۷۶
- ۵۷ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب السحر (۴۷)، ج: ۵، ص: ۵۶۳، ص: ۴۹۲
- ۵۸ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الشکر والسحر من المولقات (۴۸)، ج: ۵، ص: ۵۵۴، ص: ۴۹۲

۵۹ تفصیل کے لئے دیکھئے، صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الرقی بالقرآن، (۳۲) سے باب من لم یرق (۴۲)،

ص: ۴۹۱-۴۹۰

۶۰ ابوداؤد، کتاب الطب، باب فی الرقی، ح: ۳۸۸۷، ص: ۵۵۲

۶۱ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ العین ۳۵، ح: ۵۷۳۹، ص ۴۹۰

۶۲ ابن ماجہ، کتاب الطب: باب ماعوذہ النبی و ماعوذہ، ح: ۳۵۲۳، ص: ۵۰۷

۶۳ مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرضی ح: ۵۷۰۰، ص ۱۰۶۶

۶۴ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب رقیۃ النبی ﷺ، (۳۸)، ح: ۵۷۴۲، ص ۹۰

۶۵ ایضاً، باب رقیۃ العین، (۳۵)، ح: ۵۷۳۸، ص ۴۹۰

۶۶ مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ المریض بالمعوذات والتفت، ح: ۵۷۱۵-۵۷۱۴، ص ۹۷۳

۶۷ ایضاً، کتاب السلام، باب لا یاس بالرقی.... ح: ۵۷۳۲، ص: ۱۰۶۸

۶۸ ایضاً، باب استحباب الرقیۃ من العین والنملۃ.... ح: ۵۷۲۷، ص: ۹۷۵

۶۹ ترمذی، ابواب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورۃ البقرہ، ح: ۲۸۷۷، ص: ۶۴۷

۷۰ القرآن، الاسراء (۱۷): ۱۱۰؛ فتح الباری، ج: ۱۱، ص: ۳۵۳